

حُبِّ رَسُوْلِ كِي دِي نِي اَمِيَّت

— علامہ سید محمود احمد رضوی —

یہ حقیقت کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے کہ دنیا کے دیگر مذاہب میں وہ کابلیت، اہدیت اور جامعیت نہیں ہے جو دین اسلام میں ہے۔ دنیا کے مذاہب کسی ایک شعبہ حیات پر زور دیتے ہیں اور دوسرے شعبوں کو تشنہ تکمیل چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر اسلام ایک کامل، مکمل اور جامع ضابطہ حیات ہے اور اس کی ہمہ گیری کا یہ عالم ہے کہ یہ حیات انسانی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے اور زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کرتا ہے۔ یہ بھی امر واقعہ ہے کہ آج دنیا میں جس قدر نظام رائج ہیں لوگ ان سے مطمئن نہیں ہیں۔ اطمینان قلب کے فقدان نے ہر جگہ فتنہ و فساد اور ظلم و عدوان کا محشر پھاڑ رکھا ہے، ہر آنکھ غناک ہے اور ہر قلب بے چین ہے۔ بلاشبہ نظام مصطفیٰ کا قیام ہی معاشرہ میں اعتدال و توازن کا ضامن ہو سکتا ہے۔ یہی وہ نظام ہے جو دکھی انسانیت کو سکون و اطمینان کی دولت سے مالا مال کر سکتا ہے۔ لہذا ہر مسلمان کا دینی و ملی فریضہ ہے کہ وہ اقامت دین کے لئے ہر ممکن سعی کرے۔ لیکن اس سلسلہ میں قوم مسلم کے لئے اس حقیقت کو صمیم قلب کے ساتھ تسلیم کرنا بھی ضروری ہے کہ نظام مصطفیٰ کی روح اور ایمان و ایقان کی جان حضور سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ذات گرامی سے محبت و عقیدت اور آپ کا احترام و اکرام ہے۔

سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اگر تمہارے بیٹے تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمانی کا مال اور

وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو۔ اور تمہارے پسندیدہ مکان۔

احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاونی بسبیلہ
 فتر بصلوا حتی یأتی اللہ بامرہ واللہ لایہدی
 القوم العسقین۔

یہ سب چیزیں تمہیں اللہ ورسول اور اس کی
 راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہیں۔ تو
 انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم یعنی عذاب
 لائے اور اللہ نافرمانوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

”احب الیکم من اللہ ورسولہ“ کے الفاظ محبت و عقیدت رسول کو عذاب الہی سے محفوظ
 رہنے کا ضامن اور ایمان کی روح قرار دے رہے ہیں۔ عبادت الہی کی لمبیت محتاج بیان نہیں
 ہے۔ جن و انسان کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت کو قرار دیا گیا ہے لیکن قرآن نے یہ تصریح کی ہے
 کہ تعظیم و توقیر رسول کا درجہ عبادت سے پہلے ہے۔ سورہ فتح میں فرمایا۔

وتعزروه و توقروہ و تسبیحوا و اصیلا
 اے مسلمانوں تم اللہ کے رسول کی تعظیم و توقیر
 کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح و شام۔

اس آیت میں سب سے پہلے اللہ اور رسول پر ایمان لانے کا حکم ہے، اس کے بعد حضور علیہ
 السلام کی تعظیم و توقیر کا حکم ہے، اس کے بعد تیسرے درجہ پر عبادت خداوندی کا ذکر ہے۔
 ایمان و عبادت کے درمیان رسول کریم علیہ السلام کی تعظیم کا ذکر کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ ایمان کے
 بغیر تعظیم رسول کی کوئی حیثیت نہیں اور تعظیم رسول کے بغیر عبادت کا رآمد نہیں۔ معلوم ہوا کہ
 حضور سے محبت و عقیدت آپ کا احترام و اکرام مدار ایمان مدار نجات اور مدار قبولیت لہما
 خیر ہے۔ تعظیم رسول کے بغیر عبادت مقبول ہے اور نہ کوئی نیک عمل باعث اجر و ثواب ہے اس
 آیت مبارکہ کی تشریح و توضیح میں خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ تم میں سے کوئی عومن نہیں ہو سکتا جب تک

دولہ دان س اہم عین (بخاری و مسلم) کہ میں اس کی نظر میں اس کے باپ اولاد اور سب آدمیوں سے پیارا نہ ہو جاؤں۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں ”من نفضہ“ کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ مومن وہی ہے جو اپنی جان سے بھی زیادہ حضور کو محبوب رکھے۔ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا حضور آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں سوائے میری جان کے۔ حضور نے جواب دیا جب تک میں کسی کی جان سے بھی زیادہ اس کا محبوب نہ ہو جاؤں وہ ہرگز مومن کامل نہیں ہو سکتا۔ حضرت فاروق اعظم نے عرض کیا۔

مجھے اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ پر قرآن کریم نازل فرمایا آپ میری جان سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہیں۔ حضور نے فرمایا مگر اب تمہارا ایمان کامل تھا۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور نبوی میں حاضر ہوئے عرض کی۔

یا رسول اللہ!

ما اعدت لہا کثیر صلوة ولا صدقة الا انی احب اللہ ورسولہ قال انت مع من احببت (مسلم)

میں نے قیامت کے دن تو کوئی زیادہ نازیں پڑھی ہیں اور نہ ہی صدقہ و خیرات زیادہ کیا ہے ہاں یہ مزدور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ حضور نے فرمایا ترقیات کے دن اسی کے ساتھ ہو گا جس سے تو محبت رکھتا ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا معیار حضور کا اتباع اور آپ کی پیروی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا: اے رسول ان سے کہہ دیجئے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی يحبکم اللہ۔ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ محبت رسول کی شرط اتباع و اطاعت ہے۔ جو گروہ سنت رسول کا متبع ہو گا وہی صحیح معنوں میں اللہ کا محبوب ہے۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ صرف شریعت کی

پابندی اور مطلقاً حضور کا اتباع معیار محبت ہے یا اس میں کوئی قید اور بھی ہے۔ اگر مطلقاً اتباع رسول کو معیار قرار دیا جائے تو پھر وہ منافق بھی جو حضور کا بظاہر اتباع کرتے تھے اللہ کے محبوب قرار پائیں گے کیونکہ قرآن سے یہ حقیقت واضح ہے کہ منافق بھی کلمہ پڑھتے تھے، نمازیں ادا کرتے تھے، زکوٰۃ دیتے تھے، جہاد میں شرکت کرتے تھے۔ حتیٰ کہ بخاری کی حدیث میں یہاں تک تصریح ہے کہ آخر زمانہ میں ایک گمراہ و بے دین قوم پیدا ہوگی وہ قرآن پڑھے گی مگر قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا سچے اور مخلص مسلمان ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اپنی نمازوں کو حقیر جانیں گے۔ تو اگر محض شریعت کی پابندی کو معیار حب خدا اور رسول مانا جائے تو منافقین باوجود بے دین ہونے کے اللہ کے محبوب قرار پائیں گے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ منافق ہرگز اللہ کا محبوب نہیں ہو سکتے۔

اس اشکال کی توضیح یہ ہے کہ بے شک اللہ کا محبوب بننے کے لئے اتباع و اطاعت رسول ہی معیار ہے مگر صرف ظاہری طور پر اطاعت و اتباع اس کے لئے کافی نہیں ہے۔ وہ اتباع و اطاعت جو متبوع و مطوع کی عظمت و محبت سے خالی ہو وہ اتباع نہیں صرف نقالی ہے۔ منافقین کی یہی کیفیت تھی۔ وہ بظاہر حضور کا اتباع کرتے تھے۔ مگر ان کے دل عظمت و محبت رسول سے خالی تھے۔ اس لئے وہ لاکھ اطاعت و اتباع کریں اللہ کے محبوب نہیں ہو سکتے اور ”فاتبعونی“ میں جو اتباع مطلوب ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ کی محبت کے نشہ میں غمور و سرشار ہو کر آپ کا اتباع کیا جائے اور ہر تقاضائے محبت و عقیدت آپ کی اطاعت کی جائے اور آپ کے اسوۂ حسنہ کو اپنایا جائے۔

غلام کلام یہ کہ مشق اور محبت رسول اور تعظیم و توقیر رسول کی بنیاد پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کا معیار ہے۔ اور ایمان و نفاق کے درمیان مدافصل بھی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ہے۔ اسی حقیقت کو قرآن نے یوں بیان فرمایا ہے:

فلا وربک لایؤمنن حتی یمسکوک فیما شجرت
 بینہم ثم لایجدوا فی الفہم حرجاً ما تعینت
 اے رسول ختم تمہارے رب کی قسم یہ لوگ
 مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام معاملات
 میں تمہارا حکم نہ مان لیں پھر جو کچھ آپ فیصلہ کریں اپنے طوں
 ویسلا تسلیما۔

سورہ انفاس ۶۵۔

سورہ احزاب میں ارشاد ہے۔

ماکان المؤمن ولا المؤمنة اذا قضی اللہ ورسوله
 امر ان ینکون ہم الخیرة من امرم۔
 کسی مومن مرد اور عورت کے یہ حق نہیں ہے کہ جب
 اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کریں تو تمہارا کوہے معاملہ
 میں خود کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار باقی رہے۔

الفرق مومن کامل ہونے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے اور اسلامی نظام کی برکات و نعمات سے
 مستفید ہونے کی بنیادی شرط حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت اور آپ کی محبت میں سرشار
 حضور ہو کر آپ کی اطاعت و اتباع ہے۔

یہ اصل بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت
 صرف ایک اپنی یا صرف ایک قاصد کی ہرگز نہیں ہے۔ نبی اور غیر نبی میں وہی کے امر نفاق ہونے
 کے یہ معنی نہیں ہیں کہ نبی القادر بانی سے متصف ہونے کے علاوہ لہقیہ تمام اوصاف و کمالات
 میں عام انسان کی طرح ہوتا ہے بلکہ وہی کے امر نفاق ہونے کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ رسول
 اخلاقی و روحانی ہدایتی، تعلیمی، علمی اور عملی حیثیت سے عام انسانوں سے بہت بلند اور ممتاز ہوتا

ہے۔ وہ امرناہی، حاکم، قرب، ہادی، شارح اور داعی الی اللہ کے منصب رفیع پر فائز ہوتا ہے اور اس کا قول و عمل اور سیرت و کردار دین اور شریعت قرار پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے قرآن نازل فرمایا جو دستور اسلامی کا مرکز ہے۔ وہ اصول و کلیات

کی کتاب ہے جزئیات کی تفصیل اس میں بہت کم ہے۔ مگر نزول قرآن سے پہلے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور حضور ہی کا سینہ اقدس قرآن کا مخزن بنا اور حضور کی ذات ستودہ صفات کو قرآن کے معلم، شارح، اور مفسر کے منصب پر

فائز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وانزلنا ایک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم۔
اس کو جو ان کا طرف نازل ہوا ہے۔

اس لئے قرآن کی تشریح و تفسیر وہی معتبر ہے اور منشاء ربانی کے مطابق ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و عمل سے فرمائی۔ اور یہ اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے نطق کو اپنی وحی قرار دیا ہے۔

ما ینتطق عن العوی ان هو الا وحی یوحی الخ (م) یہ رسول۔ کئی بات اپنی خواہش نفس سے نہیں کہتے
ما ضل صاحبکم وما غوی
مگر وہی جو انہیں کی جاتی ہے۔ تمہارے صاحب بیچکے
ذہبے راہ چلے۔

اس آیت میں صاحب سے حضور کی ذات مراد ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ آپ ہمیشہ حق و ہدایت کے اعلیٰ مقام پر رہے۔ صراطِ مستقیم سے کبھی انحراف نہ کیا، آپ کے دامن عصمت پر کبھی اور کسی حال میں بھی کسی امر کو وہ کی گونہ نہ آئی۔ ہمیشہ حق فرمایا اور حق پوری رہے۔ اس لئے آپ کا بہننا اور بے راہ چلنا ممکن ہی نہیں

اسی لئے سورہ احزاب میں فرمایا۔

قد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ۔ تمہارے لئے اللہ کے نبی کی سیرت بہترین الائمہ عمل ہے۔

حضور علیہ السلام کا منصب صرف تلاوت قرآن ہی نہیں ہے بلکہ تعلیم قرآن اور تعلیم حکمت بھی ہے اور اپنے فیض سے لوگوں کو پاک و صاف اور معاف بنانا بھی ہے۔ سورہ جمعہ میں حضور کے اسی خاص منصب کا ذکر یوں فرمایا گیا ہے کہ یہ وہ ہستی مقدس ہیں۔

یتلوا علیہم ایسہ ویزکیہم وعلہم الکتب
اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں
والحکمتہ۔

تاریخ شاہد ہے کہ حضور نے اپنے وجود اقدس کے فیض و اثر سے ناقصوں کو کامل گنہگاروں کو نیک صالح، اندھروں کو بینا اور تاریک دلوں کو نور ایمان سے روشن و منور فرمایا۔ اور جب آپ نے اپنی حیات

کا زمانہ ختم کیا تو کم از کم ایک لاکھ انسان آپ کی تعلیم و تربیت سے عملاً بہرہ مند ہو چکے تھے۔ اور وہ عرب جو اخلاق کے نہایت پست ترین نقطہ پر تھے۔ تیس برس کے بعد وہ اخلاق کے اوج کمال پر پہنچ گئے حضور نے اپنے قبل و عمل سے دین کے تمام گوشوں کی تیکل فرمادی اور یہ اس لئے بھی کہ تمام انبیاء میں خاتم نبوت۔ آخری رسول۔ آخری نبی ہونے کا منصب صرف آپ کو ہی حاصل ہے۔ اگر دینی اخلاقی اور دنیوی ضرورتوں کا کوئی گوشہ آپ کے فیض سے محروم رہ کر تیکل کا محتاج رہ جاتا تو پھر آپ کے بعد کسی آنے والے ہادی کی ضرورت باقی رہ جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات اقدس پر اپنی تمام نعمتوں کو پورا کر دیا۔

سورہ مائدہ میں فرمایا۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی
آج کے دن تم نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت
ورضیت لکم الاسلام دنیا (مائدہ) پوری ہو گئی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

اب نہ کسی اور دین کی ضرورت ہے نہ شریعت کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے اس ہستی مقدس کی

قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے اگر آج موسیٰ بھی دنیا میں ہوتے۔ تو میری پیروی کے سوا ان کو چارہ نہ ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا قطعی اجماعی مسئلہ ہے۔ پہلے انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ آدم و نوح آئے، داؤد و سلیمان کی آمد ہوئی، موسیٰ و عیسیٰ کی جلوہ گری ہوئی، ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا رہا، مگر چونکہ یہ سب کے سب عبوری دور سے تعلق رکھتے تھے، آخری نبی کی ضرورت باقی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا۔ قرآن نے اعلان کیا۔

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کا خاتم ہی